تقریباً ڈیڑھ لاکھ رسائل و جرائد پر مشتمل ہے۔ مادہ پرستی کے اس دور میں کتب اندوزی کا یہ غیر نفع بخش شغف‘ عشق و دیوانگی کی ایک نادر مثال ہے۔

یہ ایک دل چسپ اور قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔ سرورق جاذبِ نظر اور طباعت و اشاعت معیاری ہے۔ متعدد سفرناموں کے رنگین اور سادہ سرورق بھی شامل ہیں۔ (د-ہ)

کشمیری مہاجرین: حقائق‘ مسائل اور لائحہ عمل، خالد رحمٰن/ارشاد محمود۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز‘ مرکز ایف-۷‘ اسلام آباد۔ صفحات: ۹۹۔ قیمت: ۹۰ روپے۔

اس کتاب میں کشمیر کے مسئلے کی انسانی لاگت پر نہایت پُرمغز‘ مدلل اور حقائق پر مبنی تحقیق کی گئی ہے۔ اس میں مہاجرت کی زندگی بسر کرنے والے کشمیریوں کی قانونی حیثیت کا جائزہ عالمی‘ پاکستانی‘ بھارتی‘ مقبوضہ و آزاد کشمیر کے قوانین کی رو سے لیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ انھیں قانون کی اصطلاح میں refugee یا displaced pesson کہا جانا چاہیے۔

۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۲ء یعنی بارہ برسوں میں ۷۵۰ کلومیٹر طویل کنٹرول لائن کے اطراف میں کم وبیش ہر علاقے سے ہجرت ہوئی ہے۔ مقبوضہ سے آزاد کشمیر کی جانب ہجرت کر کے آنے والوں کی رجسٹرڈ تعداد ۱۹ ہزار سے زائد ہے جو ۳۲۸۱ خاندانوں پر مشتمل ہے جن کی اکثریت مختلف مقامات پر قائم ۱۵ کیمپوں میں پناہ گزین ہے‘ جب کہ غیر رجسٹرڈ مہاجرین کی تعداد ۷ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ معلومات اور لٹریچر کی کمی کی وجہ سے مہاجرین کے بارے میں تحقیق کے لیے فیلڈ ورک خصوصاً انٹرویوز اور مشاہدات پر انحصار کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ مہاجرین ہجرت کے نتیجے میں بھارت کے جسمانی تشدد یا موت کے خوف سے آزاد ہوگئے ہیں مگر وہ اپنی سرزمین (مقبوضہ کشمیر) کے ساتھ پوری طرح وابستہ ہیں اور واپسی کے خواہش مند ہیں۔ یوں ان کی مستقل بحالی کی حقیقی کوشش تو یہی ہوسکتی ہے کہ مسئلہ کشمیر حل ہو اور وہ پُرامن ماحول میں اپنے گھروں کو لوٹ سکیں تاہم موجودہ عارضی قیام میں انھیں انسانی بنیادوں پر زیادہ سے زیادہ سہولیات بہم پہنچانا‘ حکومت‘ سول سوسائٹی اور عالمی اداروں کی اہم ذمہ داری قرار پاتا ہے۔ اس وقت آزاد کشمیر اور پاکستان میں بہت سی سہولتوں کے باوجود غیر یقینی کیفیت کا شکار ہیں۔ اس ضمن میں قانونی دستاویزات کی عدم موجودگی